مستورات سے خطاب

(فرمودہ ۲۷۔دسمبر ۱۹۳۴ء)

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مستورات سے خطاب

(فرمودہ ۲۷۔دسمبر ۱۹۳۴ء)

حضور نے تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہمارے ملک بلکہ تمام ملکوں میں یہ بات پھیل گئی ہے کہ عورتیں جو ہیں وہ طبعی طور پر اور فطری طور پر کوئی بڑا کام کرنے کی اہل نہیں تو عورتوں کو چاہیئے تھا کہ وہ بڑے کام کر کے ان کے اس خیال کو غلط ثابت کرتیں لیکن برخلاف اس کے وہ بھی اس پر قانع ہو گئیں۔ کیا واقعی وہ کسی بڑے کام کی اہل نہیں؟ اور کیا اس کی بڑی بھاری وجہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا کہ دوزخ میں مَیں نے بہت سی عورتیں دیکھیں بوجہ احسان فراموش ہونے اور بوجہ ناقص العقل اور بوجہ ناقص الدین ہونے کے [1] حضور کا یہ فرمانا تو عورتوں کو اُن کے نفس سے آگاہ کرنے کیلئے تھا کہ دیکھو تمہارے یہ نقص تم کو دوزخ میں لے جانے کے محرک ہیں، احسان کی قدر نہ کرنا یہ فطرت نہیں ہوسکتی بلکہ یہ عادت ہے، دیکھو اگر ایک چور چوری کرتا ہے تو چوری اُس کی فطرت نہیں بلکہ عادت ہے، اگر عورتوں کی عادت احسان فراموشی کرنا ہے تو یہ عادت جو ہے وہ بدلی جاسکتی ہے لیکن اِس وقت کے جاہل علماء نے عورتوں کو بجائے یہ بتانے کے کہ تم میں یہ عادات خراب ہیں اِن کو چھوڑ دو ان کو یہ بتلایا کہ تمہاری فطرت ہی ایسی ہے کہ تم اِس کو چھوڑ ہی نہیں سکتیں اور عورتوں نے بھی کہہ دیا کہ اچھا ایسا ہی سہی۔ پس جب طبیعت کسی بیماری کا علاج نہ کرے اور مریض تسلی پا جائے تو پھر نتیجہ ہلاکت ہی ہے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرما کر کہ عورتیں بوجہ اس کے دوزخ میں جائیں گی کہ وہ احسان فراموش ہیں، ناقص ہیں دین میں اور ناقص ہیں عقل میں، ان کو غیرت دلائی کہ تم ان عادتوں کو چھوڑ دو تو جنت میں

داخل ہو جاؤ گی۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہؓ آپؐ کے پاس آئیں تو آپؐ نے خوش طبعی کے طور پر کہا کہ بوڑھا تو جنت میں داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ بہت پریشان ہوئیں تو آپ نے فرمایا کہ جنت میں سب جوان ہوکر داخل ہوں گے ۲؎۔ تو مطلب آپؐ کا عورتوں کو کہنے کا یہی تھا کہ تم احسان فراموشی چھوڑ دو اور اپنی عقلوں کو بڑھاؤ۔ اکثر بچوں کو دیکھا ہے کہ پہلے عقل کم ہوتی ہے لیکن عمر کے ساتھ ساتھ عقل درست ہو جاتی ہے۔ تو اَب اگر عورتوں کو بھی ایسا کہا کہ تم عقل میں یا دین میں ناقص ہو تو کیا وہ عقل یا دین چھوڑ کر بیٹھ جائیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ تم ناقص ہو دین میں۔ اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ تم دین چھوڑ کر ہی بیٹھ جاؤ بلکہ یہ تھا کہ تم دین سیکھو۔ ہم دیکھتے ہیں بچے سکولوں میں جاتے ہیں اور شروع میں کچھ نہیں جانتے لیکن آخر سیکھ کر جانتے ہیں تو کیا شروع میں پڑھنا نہ آئے تو پڑھنا ہی چھوڑ دیا جائے؟ یہ تو نصیحت تھی کہ احسان فراموشی چھوڑ دو۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کتنا بڑا احسان ہے کہ آپ سے پہلے عورتوں کو جانوروں کی طرف سمجھا جاتا تھا اور طرح طرح کے ناقص نام رکھے جاتے تھے اور اب بھی اکثر قومیں ان میں روح ہی نہیں مانتیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر احسان کیا ہے یہ فرما کر کہ عورت اور مرد انسانیت میں برابر ہیں۔ ۳؎ ہم تو دیکھتے ہیں ایسا ہوسکتا ہے کہ عورت دیندار ہوتی ہے اور مرد دین میں کمزور، عورت عقلمند ہوتی ہے اور مرد عقل میں کمزور، یہ کتنا بڑا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں پر احسان کیا۔ تو عورتوں کا فرض تھا کہ اس احسان کے شکر یہ میں اشاعتِ اسلام کرتیں لیکن یہ سب قصور علمائے زمانہ کا ہے انہوں نے عورتوں کو یہ بتلایا کہ تمہاری عقل اور ذہن کمزور ہے تم کچھ کر ہی نہیں سکتیں۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو غیرت دلائی تھی کہ تم کہاں بغیر امرِ صالح کے جنت میں داخل ہوسکتی ہو، عقل نہیں سیکھتی ہو، دین کے کام نہیں کرتی ہو۔ عقل کام سے آتی ہے اور کام سیکھنے سے آتے ہیں لیکن اس کا اُلٹا مفہوم سمجھانے کا قصور مولویوں کا ہے۔ آج میں نے تمہیں حدیث کی حقیقت سمجھا دی ہے تا کہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ اِس کا مطلب یہ تھا۔

اب اس نصیحت کے بعد جو تمہید ہے میرے مضمون کی، یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اسلام کی خدمت کا یہ نادر موقع ہے کیونکہ اسلام کا آدھا دھڑ مولویوں نے مار دیا تھا کہ عورتیں ناقص العقل ہیں وہ کچھ کر ہی نہیں سکتیں اور اسلام کے متعلق ایسی ایسی باتیں مسلمانوں میں پیدا کی تھیں کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ تمام انبیاء مسِ شیطان سے مبرا نہیں۔ الغرض سارے انبیاء پر کچھ نہ

کچھ عیب لگائے ہوئے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آ کر اسلام کی اصل تصویر پیش کی ۔علماء نے لوگوں میں یہ پھیلایا ہوا تھا کہ قرآن کریم کی بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ماننے کے قابل نہیں ۔ اگر وہ سب مَیں تم کو بتاؤں تو تم حیران ہو جاؤ۔ یاد رکھو اسلام وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا ہے ۔حقیقی اسلام ہے تو وہ احمدیت ہی ہے ۔ پس اگر اس وقت احمدیت خطرے میں ہے تو اسلام خطرے میں ہے ۔اب جو اسلام مولوی پیش کرتے ہیں وہ ہرگز ماننے کے قابل نہیں ۔غیر مسلموں کے سامنے یہ اسلام کی تعلیم بُرے رنگ میں پیش کرتے ہیں ۔مثلاً اگر کوئی غیر مسلم مسافر اکیلا مل جائے تو اُس کا مال چھین لو‘ اگر کسی کافر کی بیوی مل جائے تو بغیر نکاح کے جائز‘ تو ایسے اسلام کو کون مانے گا۔ پھر علماء کہتے ہیں کہ جہاد کا مسئلہ اصل اسلام ہے‘ ہندو‘ عیسائی‘ سکھ جو بھی ہو اُس کا قتل جائز‘ اُس کا مال لے لینا جائز۔حضرت خلیفہ اوّل فرمایا کرتے تھے کہ مَیں ایک دفعہ امرتسر گیا اور ایک آدمی کو چار آنے دیئے کہ کچھ مٹھائی خرید لاؤ۔ جب وہ چیز لے کر واپس آیا تو پیسے بھی اُس کے ہاتھ میں تھے ۔مَیں نے پوچھا تم چیز بھی لائے ہو اور پیسے بھی واپس لائے ہو کہنے لگا کہ یہ مالِ غنیمت کا ہے میں نے دکان دار کو کہا کہ اندر سے دوسری چیز مجھے لا کر دکھاؤ۔ وہ اندر سے چیز لینے گیا تو میں نے اُٹھنّی اُس کی اُٹھالی ۔ میں نے کہا تم نے یہ چوری کی ہے ۔ کہنے لگا وہ تو ہندو تھا مسلمان نہ تھا ۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ احسان ہے کہ اسلام کی صحیح تعلیم پیش کی ہے ۔اگر کوئی اسلام کی یہ تعلیم پیش کرے کہ ہندو ہو‘ سکھ ہو‘ عیسائی ہو اُن کو مارو‘ اُن کی چوری کرو تو کیا کوئی ایسے اسلام کو مانے گا؟ ہرگز کوئی ماننے کو تیار نہ ہوگا ۔ اِس بناء پر وہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے اور آج کل مولویوں نے جگہ جگہ جتھے بنائے ہیں اور کہتے ہیں چونکہ اسلام جہاد کا حکم دیتا ہے اور یہ اس کے برخلاف ہیں اِس لئے ان کو اور ان کی جماعت کو تباہ کر دو کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کی تلوار توڑ دی ۔ وہ جماعت احمدیہ کی تباہی و ایذا رسانی کے کیوں در پے ہیں؟ اسی لئے کہ حضرت صاحب نے ظلم اور بے ایمانی دور کی ۔حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کو کابل والوں نے اِسی لئے مروایا تھا کہ وہ کہتے تھے انگریزوں کو نہ مارو۔ اِسی طرح ایک اور احمدی تھا جو اکیلا تھا اُس کا باپ اور رشتہ دار غیر احمدی تھے ۔ اُس کو کھانا کھلانے سے پہلے اِس طرح مارا جاتا تھا جیسے کھانے کے ساتھ سالن لیا جاتا ہے اور ہر روز اُسے اِسی طرح مارا جاتا تھا۔ایک دفعہ اُس کے بھائی اُس کو مار رہے تھے کہ اُس کا باپ آ گیا وہ چلّایا کہ مَیں مَر گیا۔تو اُس کے باپ کو کچھ رحم آ گیا اور کہا کہ اِس کو چھوڑ دو۔

دو سال برابر اُس کی یہی حالت رہی اس پر غصہ صرف یہی تھا کہ وہ احمدی ہوگیا ہے۔ اِسی طرح نارووال کا ایک شخص جو تجارت کیا کرتا تھا اُس کو بڑی تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ کابل کی حالت تم سن چکی ہو جو جو حالات وہاں پیش آتے رہے ہیں۔ پھر لاہور اور بعض جماعتوں کے احمدی تبلیغ کیلئے گئے تو کئی سَو آدمی ان کے پیچھے پڑے، کُتّے اُن کے پیچھے ڈالے گئے، بعض عورتیں جو احمدی ہوگئیں یا غلطی سے غیر احمدیوں کے ہاں بیاہی گئیں اُن کے میرے پاس اکثر خطوط آتے ہیں۔ اُن کو گالیاں دی جاتی ہیں اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔ اکثر غیر احمدی جو دفتروں میں افسر ہیں وہ احمدیوں کو تکلیفیں دیتے ہیں اور اُن کو چُھٹیاں نہیں دیتے کہ وہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کر سکیں۔ یا برخاست کرا دیتے ہیں۔ پھر تعلیم یافتہ جو دفتروں میں ملازمت کیلئے جاتے ہیں ان کی ملازمت میں طرح طرح کی روک ڈالتے ہیں محض اس لئے کہ ملازمت چاہنے والے احمدی ہیں۔ پھر کئی احمدی ایسے ہیں جن کے بیوی بچوں نے ان کا بائیکاٹ کر دیا اور سالہا سال کے بعد بیوی احمدی ہوئی اور وہ کئی سال تکلیفیں اُٹھاتے رہے۔ پھر گورنمنٹ کے پاس جا کر اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اِدھر ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ گورنمنٹ کے جاسوس ہیں اور گورنمنٹ کو یہ کہہ کر ہمارے برخلاف کرتے ہیں اور اُدھر پبلک کو اُکساتے ہیں کہ ان پر حملہ کر دو، ان کے اسباب توڑ دو، مسجدوں میں کہا جاتا ہے کہ احمدی سور ہیں ان کو مسجدوں میں نہ آنے دو، نکاحوں کے فسخ کرنے کی تجویزیں پاس کرتے ہیں۔ غرض اس وقت ہماری حالت ایسی ہی ہے جیسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں کی تھی۔ باوجود زمین وسیع ہونے کے ہم پر تنگ ہے۔ ابھی حال ہی میں قادیان میں جلسے ہوئے اور ہمیں گالیاں دی گئیں اور گورنمنٹ کے بعض افسروں نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ اُدھر گورنمنٹ کو برخلاف کیا جاتا ہے، اِدھر لوگوں کو بھکایا جا رہا ہے بہرحال ہمارے دشمن یاد رکھیں وہ ناکام رہیں گے۔ بے شک بیوی، بچے اور خاوند، کو چھوڑ دے اور خاوند بچوں اور بیوی کو چھوڑ دے لیکن احمدیت نہیں چھوڑی جاسکتی۔ ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ ایک بچہ آیا اُس کے ماں باپ نے اُس پر بڑی سختیاں کیں، اُس کے کپڑے تک اُتار لئے، ہماری جماعت اُس کو کپڑے پہنا کر لائی ہے۔ سو جو آنے والے ہیں آئیں گے خواہ کچھ بھی ہو۔ جسے خدا نے لانا تھا وہ کپڑے تک اُتروا آیا اور آ گیا۔ جسے خدا لاتا ہے کون ہے جو اُس کو روک سکتا ہے؟ ایمان کو کوئی تلوار سے کاٹ کر پتھروں سے مار کر ہٹا نہیں سکتا۔ کابل کے حالات، صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کے حالات اور نعمت اللہ خاں صاحب شہید کے حالات سب جانتے ہیں

کہ اُن کو بازاروں میں پھراتے تھے۔بعض کو نکیل ڈال کر کہا کہ تم احمدیت کو چھوڑ دو لیکن وہ احمدیت سے نہ پھرے۔صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو جب میدان میں لایا گیا تو بادشاہ نے کہا کہ اب بھی احمدیت کو چھوڑ دو۔علماء پتھر مارتے تھے۔آپ کے مُرید ہتھکڑیاں دیکھ کر روتے تو آپ فرماتے یہ سونے کے کنگن ہیں۔ایک ہندوستان کا تاجر جو اُس وقت وہاں موجود تھا اور وہ اب احمدی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے بھی کئی پتھر مارے تھے۔خون بہہ رہا تھا اور آپ یہ کہتے جاتے تھے کہ میری قوم نادانی سے یہ کر رہی ہے۔لوگ شکاری کُتّوں کی طرح لپک رہے ہیں' ہڈیاں پتھروں سے چور ہو رہی ہیں لیکن آپ ہاتھ اُٹھائے دعا کرتے ہیں۔یہ تھا ایمان ایک احمدی کا۔تو ایمان کسی کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتا۔غرض کوئی بھی ایمان کو مٹا نہیں سکتا۔حکومتیں ہوں' رعایا ہوں' امیر ہوں یا علماء ہوں' وہ ہمارے جسم اور جان کو مار سکتے ہیں لیکن ایمان کو خراب نہیں کر سکتے۔تو ہمارا فرض ہے مردوں ہی کا نہیں بلکہ عورتوں کا بھی ویسا ہی فرض ہے کہ سلسلہ کے لئے قربانیوں کیلئے تیار رہیں۔ایک نہیں بلکہ سینکڑوں مثالیں ایسی ہیں جنہوں نے سلسلہ کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائیں جب تک کہ خدا نے انہیں موت نہیں دی اس لئے تمہارا فرض ہے کہ مردوں کے دوش بدوش رہو۔اگر تمہیں دین سے محبت ہے تو ان فتنوں کے زمانے میں مَیں نے جو سکیم مقرر کی ہے اُس کی پابند رہو۔دیکھو ماں ساری رات بچے کیلئے جاگتی ہے تو کیا وہ کسی پر احسان کرتی ہے؟ تو اگر دین کی محبت ہے تو اس کے لئے ہر ایک قسم کی تکلیف برداشت کرو۔میں سب راز تو آپ کو بتلا نہیں سکتا کیونکہ جرنیل کا کام نہیں کہ ہر ایک راز سپاہیوں کو بتلا دے۔میں نے ساڑھے ستائیس ہزار روپے کی اپیل کی تھی لیکن ہم صرف روپے سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔دشمنوں کے پاس ایسے کئی آدمی ہیں جو بڑے متموّل ہیں وہ یکمشت ساٹھ ہزار روپے دے سکتے ہیں۔بمبئی میں کئی سوداگر ہیں جو دس دس' بیس بیس لاکھ کے مالک ہوں گے تو اگر ہم ایک کروڑ روپیہ بھی جمع کر لیں تو تب بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔

دین کی خاطر قربانی۔سادہ زندگی اصل کام ہر احمدی مرد اور احمدی عورت کا قربانی ہے۔تو ہر ایک عورت، مرد سادہ زندگی بسر کرے کیونکہ ہم کو نہیں معلوم ہمیں کیا کیا قربانیاں کرنی پڑیں گی۔دیکھو! اگر یہ ہی عادت ڈالیں کہ جو ہوا وہ خرچ کر دیا' حالانکہ قرآن مجید میں صاف حکم ہے کہ اپنے مال میں نہ بُخل کرو نہ اِسراف' تو نتیجہ یہ ہوگا کہ جب دین کیلئے ضرورت ہوگی تو کچھ بھی دینے کیلئے نہ ہوگا۔پس میں یہ

کہتا ہوں کہ سادہ زندگی بسر کرو اور محنت کی عادت ڈالو۔ اچھے کھانے کھانے والے یا جن کے گھر سامانوں سے بھرے پڑے ہوں وہ کس طرح ہجرت کریں گے (اگر ہجرت کی ضرورت پڑ جائے یا کسی کو دین کی خدمت کیلئے کسی دوسرے علاقے میں بودو باش رکھنی پڑے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دفعہ جانا پڑا اور بیس ہزار مسلمان گئے تین مسلمان نہ گئے ۔ جو مسلمان نہ گئے وہ بہت مالدار تھے اُن کو یہ خیال تھا کہ ہمارے پاس بار برداری وغیرہ سب کچھ ہے ہم پیچھے جا شامل ہوں گے اور وہ اسی مال کے گھمنڈ میں نہ گئے ۔ حضور علیہ السلام کی عادت تھی کہ آپ ٹھہرتے ہوئے جایا کرتے تھے ۔ اِس دفعہ آپ نے شہر کے قریب ڈیرہ نہ لگایا اور چلے گئے اور جب وہ اپنے گھروں سے پیچھے نکلے اور آپ کو نہ پایا۔ راستہ میں خطرہ تھا آخر واپس آنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کو اُن کا یہ فعل پسند نہ آیا اور پچاس دن کی سزا اُن کیلئے مقرر کی کہ کوئی ان سے کلام نہ کرے ۔ نوکر چاکر اور بیوی بچے اور کسی مسلمان کو اجازت نہ تھی کہ ان سے کلام کرے ۔ ایک مرد نے تو خود اپنی بیوی کو اُس کی ماں کے گھر بھیج دیا کہ ایسا نہ ہو مَیں بھول جاؤں اور اس سے کلام کرلوں ۔ ایک شخص کو بولنے کی زیادہ عادت تھی ۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں سب سے بولتا اور کوئی مجھے جواب نہ دیتا۔ ایک روز مَیں اپنے چچا زاد بھائی کے پاس گیا وہ اپنے باغ میں بیٹھا ہوا تھا اُسے کہا اے میرے بھائی ! میرا کھانا اور میرا بیٹھنا ایک ہے اور تو میرا ہمراز ہے کیا مَیں منافق ہوں؟ مطلب یہ تھا کہ اس کے منہ سے سن لوں کہ میں مؤمن ہوں یا منافق ۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا تو آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر کہا اللہ اور اُس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں ۔ جب مَیں نے یہ رنگ دیکھا تو دل میں یہ کہتا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں ۔ میری آنکھوں کے سامنے اتنا اندھیرا ہو گیا کہ مجھ کو اُس باغ کے دروازے نظر نہیں آتے تھے اور میں دیوار پھاند کر باہر آیا۔ میں بازار سے گزر رہا تھا تو ایک شخص نے میری طرف اشارہ کر کے ایک دوسرے شخص کو بتایا کہ یہ ہیں ۔ اُس آدمی نے مجھے ایک خط دیا۔ جب دیکھا تو وہ خط ایک بادشاہ کا تھا جس میں لکھا تھا سنا ہے کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے تمہاری عزت کا کوئی پاس نہیں کیا تم میرے پاس چلے آؤ۔ تب میں سمجھا یہ شیطان ہے اور مجھ کو دھوکا دینا چاہتا ہے ۔ میں نے اُس آدمی کو کہا تم میرے پیچھے چلے آؤ اور جاتے جاتے جب مَیں ایک تنور کے پاس پہنچا تو وہ خط مَیں نے تنور میں ڈال دیا۔ اُس کو کہا کہ جا اپنے بادشاہ کو کہہ یہ تیرے خط کا جواب ہے ۔ میں روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتا اور سلام کر کے حضور کا منہ دیکھتا شاید آہستہ سے جواب دیا ہو اور چلا جاتا

اور تھوڑی دور جا کر پھر واپس آتا کہ شاید حضور نے سنا نہ ہو اور پھر سلام کر کے منہ دیکھتا کہ شاید ہونٹ ہلیں اور آہستہ سے جواب دیتے ہوں۔ غرض باوجود زمین وسیع ہونے کے ہم پر تنگ تھی۔ ایک روز صبح کے وقت جب ہمارے گناہوں کی معافی کا حکم نازل ہوا تو بہت سے لوگ خبر دینے کیلئے دوڑے۔ ایک شخص بہت ہوشیار تھا۔ وہ ایک چھت پر چڑھ گیا اور چلّایا اے مالک! تیرا قصور خدا نے معاف کر دیا (میں اس لئے یہ بتلا رہا ہوں کہ مال روک ہو جاتا ہے۔ دیکھو غریب لوگ چل پڑے لیکن جو مالدار تھا مال اُس کی راہ میں روک ہو گیا) جو آدمی سب سے پہلے میرے پاس آیا میں نے اُس کو ایک جوڑا دیا اور کہا میرے پاس یہی مال ہے باقی سب دولت باغ و زمین چونکہ یہی سامان میرے راستے میں روک ہوئے مَیں نے عہد کر لیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سپرد کر دوں گا تو یہی جوڑا میرا مال ہے جو میں آپ کو دیتا ہوں [۲]۔

اس تاریخی واقعہ سے فائدہ اُٹھاؤ اور یہ اقرار کرو کہ ہم کھانے پینے میں سادگی اختیار کریں گی ایک کھانا کھائیں گی۔ اکثر زمیندار عورتیں بھی کئی قسم کی سبزیاں پکا لیتی ہیں ہر احمدی بچہ و عورت اقرار کرے کہ لباس سادہ رکھیں گے۔ جتنے جوڑے پہلے بناتے تھے اب کم بنائیں گے اور گوٹہ کناری آئندہ نہ خریدیں گے پہلا بنا ہوا منع نہیں۔ ڈاکٹر ایسے نسخے تجویز کریں جو ہلکی قیمت کے ہوں' کھیل تماشے نہ دیکھیں' بیاہ شادی میں نقد روپیہ دیں یا بالکل تھوڑا روپیہ دیں' رسم و رواج میں مکان کی آرائش پر زیادہ نہ خرچ کریں' اگر کوئی چیز ٹوٹ پھوٹ جائے تو بنا سکتے ہیں' اس میں بہت سے حکم امراء کے لئے ہیں' کچھ درمیانے لوگوں کیلئے' کچھ غرباء کیلئے' جو بچت ہو اُس کی جائدادیں بنائی جائیں' اس طرح اس میں غرباء عورتیں بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ گاؤں کی عورتیں باہم مل جائیں اور دو دو روپے ملا کر ایک رقم جمع کریں اور دوسَو کی کوئی جائداد لے لیں اور کرائے کی جو آمد ہو اُس کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ اگر کسی وقت چندے کی ضرورت ہو تو اس میں سے دے سکتی ہیں۔ اگر اسی طرح ہر ایک شخص کچھ نہ کچھ بچا کر اپنی جائیدادیں بنانے لگ جائے تو تھوڑے عرصہ میں بہت کچھ بنا سکتے ہیں۔ پھر جب مالی حالت مضبوط ہو جائے گی تو خدمتِ دین کا بھی موقع مل جائے گا۔ اگر ہزار کا زیور کسی جائیداد کی صورت میں تبدیل کر لیں تو پانچ روپے ماہوار کم از کم آمد ہو سکتی ہے لیکن میں یہ حکم نہیں دیتا کہ کمزور ابتلاء میں نہ پڑ جائیں۔ کیونکہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ عورتوں کو زیورات اپنے عزیزوں سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔ تم میں سے اکثر ہیں جن کے زیور تو ہیں لیکن زکوٰۃ نہیں دیتی ہو۔ اسی طرح سے تم ان عذابوں سے بچ جاؤ گی جو زکوٰۃ نہ

دینے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اگر تمہارے پاس زیور ہیں تم کو پھر زکوٰۃ دینی پڑے گی۔ اسی زیور کی جائداد خرید لو تو تمہاری آمد کا حصہ ہو جائیں گے۔ تم بھی آسانی سے خرچ کرسکو گی اور دین کی راہ میں بھی خرچ کرنے کی سہولت ہو گی اور تم مل کر بھی جائیداد بنا سکتی ہو۔ جہاں لجنہ ہو وہاں لجنہ والیاں کوشش کریں' جہاں لجنہ نہ ہو وہاں لجنہ بنائی جائیں' زمیندار عورتیں بھی اپنے کام کاج کرنے کے درمیان میں گھنٹہ آدھ گھنٹہ وقت نکال لیں اور چھکّو اور ٹوکریاں ہی بنالیں تو آنہ دو آنہ ضرور کما سکتی ہیں اور بڑی بڑی ہُنر والیاں بیس تیس روپے ماہوار تک کما سکتی ہیں۔ لیکن میں نے چونکہ آجکل حکم دیا ہے کہ آرائش نہ کرو اس لئے ایسی سادہ چیزیں بنائیں۔ مثلاً پراندے' آزار بند۔ آئندہ کیلئے مَیں تجویز کرتا ہوں ۱۹۳۶ء فروری سے نمائش ہوا کرے اور اس میں سب جگہ کی عورتیں چیزیں بھیجا کریں وہاں یہ چیزیں بِک سکتی ہیں اور یہ لاہور میں نمائش ہو۔ اس میں ہر جگہ کی عورتیں شامل ہوں۔ حیدرآباد دکن' بنگال' یوپی' سرحد، پنجاب کی عورتیں بھی آئیں اور اِس وقت جو مخالفت ہو رہی ہے اس کے جواب میں ہماری عورتیں عورتوں میں تبلیغ کریں اور اس کانفرنس ونمائش میں قصور' امرتسر' فیروز پور' گوجرانوالہ ہر ضلع کی عورتیں ہوں۔ لیکچراروں کو عمدگی سے لیکچروں کیلئے تیار کرایا جائے میں اِس کی مدد کیلئے مرد بھی مقرر کروں گا۔ اسی طرح عورتیں بھی تبلیغ میں حصہ لے سکتی ہیں۔ رفتہ رفتہ دوسری جگہوں میں بھی تبلیغی مرکز بنائے جائیں۔ مثلاً لاہور' امرتسر' سیالکوٹ تا دوسری جگہ بھی عورتیں تبلیغ کرسکیں۔ اب میں نے تمہارے لئے بھی کام بتا دیئے ہیں۔ آئندہ تم یہ نہیں کہہ سکتیں کہ تم کو خدمت کا موقع نہیں ملا۔ اپنی زندگیوں کو سادہ بناؤ۔ تبلیغی کاموں میں حصہ لو۔ اگر تم اب بھی عُذر کرو تو جائز نہ ہوگا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ اسلام کی خدمت کی توفیق ہماری عورتوں اور ہمارے بچوں اور مردوں کو دے اور تم کوشش کرو کہ دشمن تمہاری کوششوں کو دیکھ کر تم میں داخل ہوں۔ اب تمہارے لئے کوئی عُذر کی گنجائش نہیں۔ ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ کام مقرر ہیں۔ سُستی کرو گی تو خدا کے حضور جوابدہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو توفیق دے کہ ہم اُس کی رضا پر چلیں۔ آمین۔

(مصباح ۱۵۔جنوری ۱۹۳۵ء)

۱؎ بخاری کتاب الحیض باب ترك الحائض الصوم

۲؎ مشکوٰۃ کتاب الاداب باب المزاح ۳؎ النساء: ۲

۴؎ بخاری کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالک